

آخری قسط

ماخوذ: الراشد الہند، ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

یوگینڈا میں اسلام اور مسلمان

اندرونی و بیرونی چیلنجوں کے آئینے میں
از — کلیم صفات اصلاحی

۱۸۸۴ء میں موتیسا اول کے بعد جب موافقا وارث ہوا تو باپ کے نقش قدم پر چلنے کے بجائے اس نے عیسائیوں کی مصاحبت اور عیسائیت کی طرف میلان کو ترجیح دیا۔ یہ بات بھی صحیح ہے کہ پروٹسٹانٹین وفد کو یوگینڈا میں داخل ہونے کی اجازت اس کے باپ ہی نے اپنے عہد حکومت میں دے رکھی تھی۔ پھر ۱۸۷۹ء میں کیتھولکس کو اجازت ملی۔ اس کے بعد موافکا کا دور تو اسکی اسلام اور مسلم دشمنی سے پُر اور عیسائیوں اور کیتھولکس کے تعاون سے مملو ہے۔

۱۸۸۰ء میں کیتھولک اور پروٹسٹانٹین نے متحد ہو کر مسلمانوں کے خلاف صف آرائی کی جس میں مسلمانوں کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ اس کے بعد مذکورہ دونوں طاقتوں کے عزائم بلند ہوتے گئے اور انہوں نے یوگینڈا کے پڑوسی ملک یونیورس پر جابرانہ و قاہرانہ چڑھائی کی۔ اور موافقا کی طرف سے ان کے خلاف کوئی تحریک نہیں ہوئی۔ ۱۸۹۱ء میں عیسائیوں نے یونیورس میں داخل ہو کر مسلمان پر چیرہ دستی کر کے ان کا قتل عام کیا۔ پھر بھی موافقا نے ان کے خلاف کچھ نہیں کیا۔ پھر اس کے بعد ۱۸۹۴ء میں اس کا لڑکا داؤد شواہر سر اقتدار ہوا۔ ۱۹۳۹ء تک اس کی حکومت رہی۔ پھر اس کے لڑکے ایڈوارڈ فریڈریک کا قبضہ ہوا۔ اس کے سر پر آرائے سلطنت ہونے کے بعد سے ملکی خانہ جنگیوں کا آغاز ہو گیا۔ اس کے بعد برطانیہ سے خود مختاری کا مطالبہ عمل میں آیا۔ ۱۹۵۲ء میں شاہ موتیسا ثانی (ایڈوارڈ فریڈریک) نے برطانیہ سے ذاتی حکومت کا مطالبہ کیا تو

برطانیہ نے منظوری دیدی۔ اور اسی سال عام انتخابات بھی ہوئے۔ جس میں مؤتمر الشعب الاول وغندی کے قائد ڈاکٹر ملتون ابوتی کو کامیابی ملی اور خود مختاری کے بعد یہ یوگینڈا کے پہلے لیڈر کی حیثیت سے نمایاں ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں شاہ سویتساگانی سے اختلاف کی بناء پر اس نے ان کی گرفتاری کے لئے اپنے خاص آدمی مقرر کئے۔ چنانچہ وہ بھاگ کر برطانیہ میں پناہ گزیں ہوئے اور بقیہ لیام زندگی وہیں گزار کر ۱۹۶۹ء میں انتقال کر گئے۔ اس کے بعد ۱۹۷۱ء میں فوجی انقلاب رونما ہوا۔

یوگینڈا میں اسلام پہنچنے کے بعد سے ہی وہاں اسلامی تہذیب و ثقافت کی نشر و اشاعت کا آغاز ہو چکا تھا۔ بایں طور کہ وہاں مساجد و مدارس کا قیام عمل میں آیا۔ ان سے اسلامی معاشرہ میں فعال اور سرگرم رکن بن کر نکلتا شروع ہوئے، تاہم یہ تہذیب و ثقافت ان اصولوں سے مربوط تھی جنہیں یوگینڈا میں پہلے آنے والے مسلمان لیکر آئے تھے اور جس طرح کے عقائد و افکار کے حامل یہ لوگ تھے۔ اسی طرح کے اعتقادی اثرات آئندہ نسلوں پر بھی مرتب ہوئے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ اسلامی کچھر کی نشر و اشاعت میں خوشگوار اضافہ عربی زبان کے سیکھنے، پڑھنے اور بولنے کے ذریعہ ہوا۔ کیونکہ عربی زبان ہی اسلام کے بنیادی عقائد و تصورات، دینی علوم و معارف، اور شعائر و عبادات کے اخذ و استنباط کا اصل ماخذ ہے۔ علم فقہ کی تحصیل انہوں نے مسلک شافعی کی ان بعض مختصر کتابوں سے کی جو انہیں تجارتی و فود کے ذریعہ آسانی سے دستیاب ہو سکیں۔ مثال کے طور پر سفینۃ النجاة، ارشاد المسلمین، الغایۃ والتقریب النفس، مبادی الفقہیہ، عمدۃ الممالک و عمدۃ الناسک، وغیرہ اہم فقہی مسائل میں بھی انہوں نے واعظین و مبلغین کے مواعظ پر اعتماد کیا اور اس سے انہوں نے یوگینڈا میں اسلامی تہذیب و ثقافت کا بنیادی پتھر رکھنے کی کوشش کی۔

غرض اسلامی تہذیب و ثقافت کو ہر دور میں متعدد چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جن کا احاطہ دو قسموں میں کیا جاسکتا ہے۔

دوسرا خارجی (بیرونی) چیلنج

پہلا اندرونی چیلنج

اندرونی چیلنج

اس سے مراد خود مسلمانوں کی مخالفتیں ہیں۔ جس کے حقیقی ذمہ دار علماء ہیں۔ باوجودیکہ پریگنڈا میں اشاعت اسلام کے سلسلے میں ان کی کوششیں لائق تحسین اور ان کی سرگرمیاں نہایت اہم ہیں تاہم اس سلسلے میں انہوں نے بعض ایسی خطرناک اور بدعتیہ عقیدہ گویوں کی مدد کی کتابوں کا سہارا لیا ہے جو بدعات و خرافات اور غلط اور اسلام کے منافی عقائد سے بھری پڑی تھیں، اور جنہیں بعد کے علماء نے مصادر و مراجع کی حیثیت دیدی۔ اس سے دلچسپ تاہم حیرت انگیز بات یہ ہے کہ قرآن و سنت کے عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے ان کے دل میں یہ غلط عقیدہ جاگزیں ہو گیا کہ وہ تمام کتابیں جو عربی زبان میں ہیں مصادر اصلی کی حیثیت رکھتی ہیں جس طرح سے قرآن ہمارے بنیادی علوم و عقائد کے اخذ و انبساط کا ذریعہ ہے، یہ کتابیں بھی اسی توقیر و احترام کی حامل ہیں۔ بعد میں یہی کتابیں اپنے مباحث و بنیادی موضوعات کی بناء پر وہاں کے مسلمانوں کے اعتقادات کے سلسلے میں چیلنج کی صورت اختیار کر گئیں۔ ان کتابوں میں حضور پاک ﷺ کی شخصیت میں غلو اور تعریف و توصیف میں حد سے تجاوز کیا گیا ہے۔ مثلاً برزنجی کی کتاب المولد اسی طرح کے مخرافات اور بدعات کا نمونہ ہے۔ تاہم اس کے باوجود یہ کتاب وہاں کے لوگوں میں کافی مقبول ہے۔ ان کے نزدیک اس کتاب کی اہمیت و حسن قبول کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے ابواب وہاں کی اسلامی تقریبات و مجالس میں خاص طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ اور ہر مسلمان اس کو نہایت دلچسپی سے سنتا اور اس پر کان دھرتا ہے یہاں تک کہ اس کے نام و موضوعات سے نا آشنا شخص بھی اس کے احترام و تقدس کا اعتراف کر بیٹھتا ہے۔

اسی طرح کی ایک کتاب، کتاب البردہ للبوصیری ہے۔ یہ کتاب بھی حضور پاک ﷺ کی سراپا شخصیت کی تعریف و توصیف میں غلط، بے بنیاد اور فرسودہ عقائد پر مبنی ہے۔ اس کے بعض موضوعات تو شرک باللہ کے حد تک پہنچا دیتے ہیں۔ تاہم بعض مسلمان اس کو زبانی یاد بھی کرتے ہیں۔ نیز ہر جمعہ کی شب اور پھر رمضان بھر اس کا درس ہوتا ہے۔

علم شعبہ اور نجوم

کتاب الاباحاد میں علم نجوم اور شمس المعارف میں سحر کی تعلیمات بتفصیل مذکور ہیں۔ یہ دونوں ہی کتابیں گمراہ کن عقائد و کفر و شرک سے زیادہ قریب ہیں۔ موخر الذکر کتاب کے آخر میں کچھ ایسے اشارے بھی پائے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جن اور شیاطین کو خدا اور اس کے رسول کے بالمقابل زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

ایسے نامساعد حالات میں اسلامی تہذیب و ثقافت کا اصل چہرہ مسخ ہونا لازمی ہے۔ نیز اس طرح کے ماحول میں اسلامی تشخص کی بقاء کا تصور کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ یوگینڈا میں اسلام کے بنیادی اور صحیح عقائد و افکار کا فقدان اور حقیقت سے چشم پوشی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

بیرونی چیلنج

مذہب اور اسلام کی تہذیب و ثقافت کو خارجی نقصان غیر اسلامی سرگرمیوں اور اسلام دشمن تحریکات کی طرف سے لاحق ہے۔ جو پورے ملک میں اعلیٰ پیمانے پر اسلامی تحفظات و روایات کو پامال کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اور جن کی پشت پر حکومت برطانیہ کا ہاتھ ہے۔ یوگینڈا پر ۱۸۹۴ء کے قبضہ کے بعد ہی سے برطانیہ وہاں کے اسلامی آثار و نقوش کو مسخ کرنے اور اس کی بچ بچائی کے لئے کوشاں ہے اور یہ کام حکومت برطانیہ دو طریقوں سے انجام دے رہی ہے۔

- ۱۔ عیسائی مشنریاں اس کی مقصد براری کے لئے معین ہیں۔ جو یوگینڈا کے مسلمان کو مذہب اسلام سے پھیرنے اور اس سے بیزار کرنے میں سرگرم ہیں۔
- ۲۔ دوسرے اسلام کو قادیانیت، اسماعیلیت اور بہائیت سے بھی کافی خطرہ ہے۔

